پاکستان میں معذوروں کی فلاح کے لیے کی جانے والی کاوشیں: تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ایک مطالعہ

Efforts to rehabilitate the disabled in Pakistan: A study in terms Prophet's (peace be upon him) teachings

ڈاکٹر اُمّ ِسلمٰی*

Abstract:

The persons with debilities may have long-term physical, mental, logical or sensual injuries which in contact with several obstacles may obstruct their full and actual contribution in the society on an equivalent basis with others. In the early era, disable people were treated badly, even sometimes they were killed. While being the religion of peace, Islam doesn't allow any of such inhuman behavior but provide them relaxation in its commandments and the people who treat them properly are appreciated. In Pakistan, several efforts are made to rehabilitate the disabled ones. This paper is an attempt to show these efforts and compare it with the teachings of Prophet (peace be upon him) regarding people with disabilities; which will be a fruitful contribution for the welfare of the people with disabilities.

Keywords: weaknesses, society, Pakistan, disabilities, incapacities

تعارف:

معذوری کا لفظ اردو زبان میں دماغی اور جسمانی عارض کو کہتے ہیں اور جس کو یہ عارضہ لاحق ہو وہ معذور کہلاتا ہے۔ مگر عربی زبان میں یہ عام ہے اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو معاشرے میں اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکتا ہو اور عربی میں ایسے شخص کو "عاجز من العمل" جو کام کرنے میں عاجز اور کمزور ہو اسی طرح "الّذی لہ عذر" یعنی جو صحیح طور پر کام سر انجام نہ دے سکتا ہو۔ گویا معذور وہ شخص ہے جس کو طویل المیعاد جسمانی یا ذہنی ایسی کمزوری ہو کہ وہ معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے میں رکاوٹ کا سبب ہو۔ اسلام نے مالی معذور سے حج اور زکوٰۃ وغیرہ کو ساقط کر دیا جسمانی معذور سے نماز، روزہ اور جہاد میں اس کو رعایت دی۔ اس کے علاوہ ان کو جائیداد میں سے حصہ دیا اور نکاح وطلاق،

* لیکچرر، انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ریسرچ، یونیورسٹی آف پنجاب ummesalma.ier@pu.edu.pk

حصول علم، کاروبار، غرض ہر ممکن حد تک معذور کی حوصلہ افزائی کی اور اس کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دی۔ زمانۂ قدیم میں بعض یورپی معاشروں میں یہ رواج تھا کہ کوئی معذور بچہ جنم لیتا، تو والدین اسے قتل کر ڈالتے تاکہ وہ ان پر بوجھ نہ بنے۔ ذہنی وجسمانی معذوروں سے کئی توہمات وابستہ تھے۔ افلاطون جیسے بظاہر بیدار مغز اور انسان دوست فلسفی کا کہنا تھا کہ ذہنی وجسمانی طور پر معذور مر دوزن معاشرے پر بوجھ ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ مغرب میں نشاۃ ثانیہ اور احیائے علوم کے بعد بھی طویل عرصہ تک معذوروں کو اچھوت سمجھا جاتا رہا۔ مشہور برطانوی فلسفی ہر برٹ اسپنسر نے اپنی حکومت پر زور دیا کہ وہ معذوروں کا خیال کرنے پر رقم خرچ نہ کرے کیونکہ وہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔ زمانۂ ماقبل اسلام عرب جزیرہ نما کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔ عرب لوگ معذور کے ساتھ کھانا نہ کھاتے اور اسے لوگوں سے کٹ کر تنہائی، مایوسی اور بیچارگی کی زندگی گزارنا پڑتی۔ غرض چودہ سو سال پہلے کہیں معذور واجب القتل تھے، تو کہیں انہیں غلام قرار دیا جاتا۔ ایسے میں صحرائے عرب میں اسلام کا نور نمودار ہوا۔ تب رحمۃ للعالمین ﷺ ذہنی وجسمانی طور پر معذور مر دوزن کے لیے اُمید وخوشی کا پیام لیے دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بحکم خداوندی معذوروں کے حقوق کی داغ بیل ڈالی اور انھیں معاشرے میں ایک منفرد مقام عطا فرمایا۔

عذر کا معنیٰ و مفہوم:

لغوی معنیٰ مفہوم:

العذر تحری الانسان ما یمحو بہ ذنوبہ[1]۔

عذر: العذر: الحجۃ التی یعتذر بہا والجمع اعذار[2]۔

عذر: بہانہ وہ دلیل ہے جس کے ذریعے مجبور ظاہر کی جائے۔ اس کی جمع اعذار ہے۔[3]

عذر: (ع، مذکر) بہانہ، حیلہ، معذرت، سبب، حجت، اعتراض، گرفت، پکڑ، معافی، طلب، غور، جمع اعذار و عذرات[4]۔

عذر کا اصطلاحی مفہوم:

"عذر وہ چیز یا کیفیت ہے جس کے رہتے ہوئے ضرورت و مشقت کے بغیر مطلوبہ حکم کی انجام دہی دشوار ہو جائے"[5]۔ شریعت اسلامی کا ایک خاص امتیاز فطرت انسانی سے ہم آہنگی ہے۔ اسی بنا پر شریعت میں اعذار اور انسانی مجبوریوں کی بڑی رعایت دی گئی ہے اور اہم سے اہم حکم شرعی میں بھی عذر کی بنا پر تخفیف قبول کی جاتی ہے۔

عذر کب تسلیم کیا جائے گا؟

عذر کے سلسلے میں اس بات کو مد نظر رکھا جائے گا کہ وہ (معذور) واقعی اس عذر، حیلہ، معافی کا اہل یا اہلیت رکھتا ہو۔ اہلیت سے مراد اس بات کا سزاوار ہونا ہے کہ اس پر کوئی حق لازم کیا جائے یا اس کا کوئی حق دوسروں پر عائد ہو۔

According to W.H.O.

Impairment is a problem in body function or structure; an activity imitation is a difficult encountered by an individual in executing task or action, while a participation restriction is a problem experienced by an individual in involvement in life situation. Thus disability is a complex phenomenon, replicating an interaction between features of a person's body and features of the society in which he or she lives.[6]

یعنی معذوری ایک ایسا عذر ہے جو کسی بھی انسان کو ذاتی یا معاشرتی فرائض، معاشرے کے مقرر کردہ معیار کے مطابق سر انجام دینے میں رکاوٹ کا سبب بنے۔ معذوری انسان کی دیگر صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ نفسیات کو بھی متاثر کرتی ہے۔یوں اس انسان کی مجموعی حیثیت گھٹ کر رہ جاتی ہے۔

اعذار کی اقسام:

اعذار دو طرح کے ہوتے ہیں۔اعذار سماوی، اعذار اکتسابی

اعذار سماوی: سماوی اعذار وہ ہیں جو انسان کے اختیار کے بغیر لاحق ہوں اور شارع کی طرف سے ان اعذار کو تسلیم کیا جائے۔ اسی لیے آسمان کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے کیونکہ انسان کو جس چیز پر قدرت نہ ہو اس کی نسبت آسمان کی طرف کی جاتی ہے۔اس سبب سے کہ یہ کام انسان کی قدرت سے باہر ہے جیسے جنون، فتورِ عقل، بیماری اور موت[7]۔

اعذار اکتسابی:

اعذارِ اکتسابی وہ ہیں جن میں انسان کے کسب و اختیار کو بھی دخل ہو۔اس کی بھی دو اقسام ہیں۔

وہ جو خود انسان کی طرف سے ہوں جیسے نشہ وغیرہ۔

جو کسی دوسرے کی طرف سے اس کو لاحق ہوں اور وہ مجبور ہو جائے۔

اعذار سماوی:

جنون (دیوانگی): بعض علماء اصول نے جنون کی تعریف یہ کی ہے کہ "یہ عقل کا ایسا فتور ہے جو افعال و اقوال کو اس طرح سرزد ہونے سے روکے جس طرح وہ ہوش و حواس کی حالت میں سرزد ہوتے ہیں سوائے نادر موقعوں کے۔

اس کی دو اقسام ہیں: اصلی اور عارضی

اصلی تو یہ ہے کہ انسان حالت جنون میں بھی بالغ ہو۔ اور عارضی یہ ہے کہ بالغ تو اپنے ہوش و حواس میں ہو لیکن بعد میں اس کو جنون لاحق ہو جائے۔

اگر جنون کا عرصہ طویل ہو تو سرے سے اس کی عبادت کا وجوب بھی ختم ہو جائے گا۔ جنون کے طویل ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ عبادات کے اختلاف کے ساتھ اس کی مدت بھی بدلتی رہتی ہے۔ رمضان کے مہینے میں جنون کے امتداد کا زمانہ پورا مہینہ ہو گا۔ اگر درمیان میں افاقہ ہو گیا تو پھر وہ غیر ممتد ہو گا کیونکہ جنون کی وجہ سے فوری طور پر وہ شخص اس عبادت کی ادائیگی پر قادر نہیں ہوتا[8]۔

فتور عقل:

اس سے مراد عقل میں ایسا فعل یا فتور آجائے جس سے آدمی کی فہم و سوجھ بوجھ میں کمی واقع ہو جائے۔ بات گڈ مڈ ہو جاتی ہے۔ علیحدہ علیحدہ اور صاف بات نہیں کر سکتا۔ انتظامی صلاحیت و تدبیر مفقود ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ادراک و احساس اور نفع و نقصان اور اچھے برے میں تمیز بھی زائل ہو جاتی ہے اور آدمی پاگل جیسا ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں جو احکام مجنون کے ہیں وہی اس کے ہیں۔ دوم یہ کہ فتور عقل کے ساتھ ادراک و تمیز بھی باقی رہے لیکن عام ہوشمند لوگوں کے ادراک کی طرح نہیں[9]۔

نسیان (بھول جانا):

ایک عارضہ ہے اور جب وہ لاحق ہوتا ہے تو جن احکام کا انسان کو مکلف بنایا گیا ہے وہ اس کو یاد نہیں آنے دیتا۔ نہ اہلیت وجوب کے منافی ہے نہ اہلیت ادا کے۔ کیونکہ عقل کے کامل طور پر باقی رہنے کے سبب قدرت بھی باقی رہتی ہے۔ حقوق اللہ میں نسیان کو استحقاق گناہ کے لحاظ سے عذر سمجھا جاتا ہے اس لیے بھولنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔

اسلام میں معذور کے لیے رخصت:

دینِ اسلام کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ ایک امن و سلامتی والا دین ہے اور اس میں جبر و تشدد کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یوں سمجھا جائے کہ اسلام اور جبر و تشدد دو متضاد چیزیں ہیں۔ جہاں اسلام ہے وہاں جبر و تشدد نہیں اور جہاں جبر و تشدد ہو گا وہاں اسلام نہیں۔ جزیہ، ذمی وغیرہ جیسی اسلامی اصطلاحات سے اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جہاں اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور برداشت کا سبق دیا ہے وہاں یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام اپنے ہی

ماننے والے اور نام لیواؤں کو جبر و مشقت کی چکی میں پسنے پر مجبور کر دے۔ اسلام کے نظامِ عبادات میں جہاں جہاں کسی کو کوئی پریشانی یا مشکل پیش آسکتی تھی، یا کوئی شخص خود ایسی کیفیت سے دوچار ہو گیا کہ اب عبادات کو ادا کرنا اس کے لیے اس طرح ممکن نہیں جیسے کہ ان کے ادا کرنے کا حق ہے تو اسلام نے وہاں رخصت دے کر دینِ اسلام کی سہولت کو مزید خوبصورت بنا دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔[10] (دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔)

اسی طرح جو لوگ جہاد میں کسی مجبوری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ان کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ:

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔[11] (اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔)

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ۔[12] (نہ تو اندھے آدمی کے لیے کوئی مضائقہ ہے اور نہ ہی لنگڑے آدمی کے لیے"۔)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: "ان الدین یسر"[13]

عذر کی حقیقت و انواع۔ طبی تناظر میں:

معذوروں کی اقسام:

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن(World Health Organization W.H.O.) تحقیق کے مطابق دنیا کی کل آبادی کا دس فیصد خصوصی افراد پر مشتمل ہے۔ اس دس فیصد آبادی میں خصوصی افراد (Special People) کی چھوٹی اور بڑی تمام اقسام شامل ہیں۔ ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں صرف ۲ء۴۹ فیصد لوگ خصوصی ہیں۔ اس حاصل ہونے والے ڈیٹا کا موازنہ جب ہم W.H.O کے ڈیٹا سے کرتے ہیں تو ہمیں صحیح ڈیٹا معلوم نہیں ہوتا۔ اس غلط ڈیٹا کی بڑی وجہ ہمارا معاشرہ ہے جو ابھی تک خصوصی افراد کے بارے میں شعور سے عاری ہے۔ ابھی تک معاشرہ صرف ان افراد کو خصوصی گردانتا ہے جو جسمانی یا ذہنی طور پر معذور ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر معذوریاں جن کو ہم نے چھوٹی اقسام قرار دیا ہے ان کو معاشرہ معذوری خیال ہی نہیں کرتا۔ اس غلط ڈیٹا کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں لوگ اپنے معذور بچے کو ظاہر کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں خصوصی افراد کی تعداد دس فیصد سے بھی زیادہ ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں ان کا تناسب دس فیصد سے کم ہے۔ تمام ماہرین نے معذوروں کی چار بڑی قسمیں بتائی ہیں۔

- بصارت سے محروم (Visually Impaired)

- سماعت سے محروم (Hearing Impaired)
- ذہنی معذور (Mentally Impaired)
- جسمانی معذور (Physically Impaired)[14]

معذور افراد انسانی معاشرے کا وہ حصہ ہیں جو عام افراد کی نسبت زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔ کوئی بھی مہذب معاشرہ معذوروں کو نظر انداز کرنے یا انہیں معاشرے میں قابلِ احترام مقام سے محروم رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اسلام تکریم انسانیت کا علمبر دار دین ہے۔ چونکہ معذور افراد معاشرے میں اپنی شناخت اور وقار کے لیے خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ اس لیے اسلام نے اس بارے میں خصوصی تعلیمات فراہم کی ہیں۔ یہاں یہ واضح رہے کہ وہ تمام حقوق جو عام افراد معاشرہ کو میسر ہیں، معذور افراد بھی معاشرے کا حصہ ہونے کی بنا پر ان حقوق کے مستحق ہیں۔ تاہم عام افراد کو میسر حقوق کے علاوہ اسلام نے معذوروں کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

ا۔ خصوصی توجہ کا حق:

اسلام نے زندگی کے معاملات میں ہر فرد کو بلا تمیز رنگ و نسل یا سماجی مرتبہ کے مساوی حیثیت عطا کی ہے۔ یہ عام معاشرتی رویہ ہے کہ معذور افراد کو زندگی کے عام معاملات اور میل جول میں نظر انداز کرنے کی روش اختیار کی جاتی ہے۔ قرآن حکیم نے اس روش کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے نفس انسانیت کو مستحق عزت و وقار قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ روسائے مشرکین کو تبلیغ فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابی حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسروں سے مصروف گفتگو ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکے تو اس پر درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى۔[15] (تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا، اس بات پر کہ آیا اس کے پاس ایک اندھا، تمہیں کیا خبر شاید وہ اپنی اصلاح کرے، یا نصیحت سنے تو نصیحت اس کو نفع پہنچائے۔)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عبس و تولی کی تفسیر کے تحت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابی بن خلف سے گفتگو فرما رہے

تھے کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے اور مخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ناگوار گزرا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جنگِ قادسیہ میں دیکھا کہ انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی اور آپ کے پاس ایک سیاہ جھنڈا تھا[16]۔

حکمرانی کا حق:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معذوروں کو اس قدر حقوق عطا کیے کہ انہیں عارضی طور پر حاکم بھی مقرر کیا گیا جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

عن قتادۃ، عن انس: (ان النبی ﷺ استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین)"[17] (حضرت قتادہ، انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو دو مرتبہ مدینہ منورہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔)

معذوروں کے ساتھ حسن معاشرت:

اکثر لوگ معذور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ جس پر اللہ رب العزت نے حکم فرمایا کہ ایسے لوگوں کی دل آزاری نہ کرو بلکہ انہیں اپنے ساتھ شامل حال رکھو جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔[18] (اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق۔)

تو مسلمانوں نے بیماروں، اپاہجوں، اندھوں اور لنگڑوں کے ساتھ کھانے میں حرج سمجھا اور انہوں نے کہا ہمارا سب سے افضل مال تو کھانا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ناحق مال کھانے سے منع فرمایا ہے اور اندھا کھانے کے وقت یہ نہیں دیکھ سکتا کہ پلیٹ میں طعام (مثلاً بوٹیاں اور انڈے وغیرہ) کس جگہ ہے اور لنگڑا پوری طرح بیٹھنے پر قادر نہیں ہے اور وہ صحیح طرح نہیں کھا سکتا، بیمار آدمی کمزور ہونے کی وجہ سے اچھی طرح نہیں کھا سکتا اس لیے وہ ان معذوروں کے ساتھ کھانا کھانے میں حرج سمجھنے لگے[19] تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔[20] (نہ نابینا پر کوئی تنگی ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ مریض پر کوئی تنگی ہے اور نہ خود

تمہارے اوپر کوئی تنگی ہے کہ تم کھائو اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی مائوں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچائوں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جس گھر کی چابیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوستوں کے گھروں سے، تم پر کوئی حرج نہیں کہ کھاؤ اکٹھے ہو کر یا الگ الگ، بس یہ بات ہے کہ جب گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں کو سلام کرو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔)

معذوروں کو کھانے میں شامل کرنا:

علامہ بغویؒ نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر، ضحاک رضی اللہ عنہم وغیرہ فرماتے ہیں کہ نابینا، لنگڑے اور مریض لوگ صحت مند لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے سے اجتناب کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ ان کے ساتھ کھانا کھانے کو ناپسند کرتے تھے۔ نابینا کہتا کہ ہو سکتا ہے کہ میں زیادہ کھاتا ہوں گا، لنگڑا کہتا کہ شاید میں دو آدمیوں کی جگہ لیتا ہوں گا، اس وقت مندرجہ بالا آیتِ کریمہ نازل ہوئی یعنی ایسے افراد کے صحت مند لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علامہ بغویؒ مزید لکھتے ہیں کہ اندھے، لنگڑے اور مریض لوف کسی شخص کے پاس کھانا طلب کرنے کے لیے جاتے اور اس کے پاس ان کو کھلانے کے لیے کچھ نہ ہوتا تو اہ انہیں لے کر اپنے والدین یا ان افراد کے پاس جا جن کا اس آیت میں ذکر ہوا ہے۔ معذور لوگ اس کھانے سے اجتناب کرتے اور کہتے کہ وہ ہمیں دوسروں کے گھر لے گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایسا کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس تاویل پر معنی یہ ہو گا کہ اندھے اور دوسرے معذوروں پر کوئی حرج نہیں ہے، تم پر بھی کوئی حرج نہیں کہ تم اندھے اور اس جیسے دوسرے معذوروں کے ساتھ اپنے گھروں سے اور اپنی اولا، ازواج، آباء۔۔۔الخ کے گھروں سے کھانا کھاؤ[21]۔

معذوروں کو الگ کھانا کھانے کی رخصت:

امام داِبن جریر اور ابن ابی حاتم رحمھما اللہ نے حضرت ضحاکؒ سے روایت نقل کی ہے کہ اہلِ مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے کھانے میں نابینا، مریض اور لنگڑے کو شریک نہ کرتے تھے کیونکہ نابینا عمدہ کھانا نہیں دیکھ سکتا تھا، مریض اس طرح پورا کھانا نہیں کھا سکتا تھا جس طرح تندرست کھاتا جبکہ لنگڑا کھانا حاصل کرنے کے لیے زحمت کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو ان کے ساتھ کھانے میں رخصت کا حکم نازل ہوا۔ (تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم کھاؤ سب مل

کر یا الگ الگ)[22]۔ مجاہدؒ اس آیت کے متعلق کہتے ہیں کہ لوگ اندھے، لنگڑوں اور مریض کو لے کر اپنے باپ، بھائی، بہن، پھوپھی یا خالہ کے گھر میں لے جاتے تھے، یہ لوگ عار محسوس کرتے اور کہتے کہ ہمیں اوروں کے گھر لے جاتے ہیں چنانچہ اس آیت کے ذریعے انہیں رخصت دے دی گئی[23]۔

گھر کی نگہبانی کا حق:

بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد پر جانے کی بہت رغبت رکھتے تھے اور وہ لوگ اپنی چابیاں معذورون کو دے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان گھروں سے جو چیز تم کھانا پسند کرو ہماری طرف سے وہ تم پر حلال ہے، معذور لوگ کہتے کہ ہمارے لیے یہ کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہمیں خوشی سے اجازت نہ دی ہو[24]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معذوروں سے بہت پیار و محبت سے پیش آتے تھے۔ کیونکہ یہ معذور افراد معاشرے کا وہ حصہ ہیں جو کہ اپنی معذوری کی وجہ سے احساسِ کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ اخذ بید مجذوم فوضعها معه فی قصعبة فقال: (کل بسم اللہ ثقة باللہ و توکلا علی اللہ۔[25] (حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے ساتھ کھانے کے پیالہ میں شریک کیا اور فرمایا بسم اللہ پڑھ کر اللہ پر توکل اور اعتماد کر کے کھاؤ۔)

اسی طرح ایک سیاہ رنگ کا چیچک کا مریض جس کو سب لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کوئی بھی اس کے ساتھ بیٹھنے کو تیار نہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خصوصی شفقت عنایت فرمائی:

جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ:

عن عمرو بن جعدة قال؛ جاء رجل اسود به جدری قد تقشر، لا یجلس جنب احد الا اقامة، فاخذه رسول اللہ ﷺ فاجلسه الی جنبه۔[26] (حضرت عمرو بن جعدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ رنگ کا چیچک کا مریض آیا جس کی کھال چھیلی ہوئی تھی۔ وہ جس شخص کے پاس بھی بیٹھتا وہ اس کو اٹھا دیتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔)

اس حوالے سے حدیث مبارکہ میں ایک اور واقعہ بیان ہوا ہے کہ:

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محو گفتگو تھے کہ اچانک ایک ذہنی معذور عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی مجلس میں حاضر ہوئی جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن انس رضی اللہ عنہ ان امراۃ کان فی عقلہا شئی، فقالت یا رسول اللہ، ان لی الیک حاجۃ، فقال: یا ام فلان، انظری ای السکک شئت، حتی اقضی لک حاجتک، فخلا معہا فی بعض الطرق حتی فرغت من حاجتہا۔[27]

(حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک ذہنی معذور عورت بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام فلاں! جس گلی میں چاہو انتظار کرو، میں تمہارا مسئلہ حل کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستہ میں اس سے بات کی اور اس کی حاجت پوری کر دی۔)

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ معذور لوگوں سے نفرت احکام الٰہی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔ ایسے لوگوں سے ان کی معذوری کے باعث نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ ایسے لوگوں سے خوش دلی سے ملنا چاہیے اور انہیں اپنے ساتھ بٹھانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ جبکہ اس ذہنی معذور عورت کا یوں بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بغیر اجازت کے آجانا باعثِ خلل و بے ادبی تھا۔ لیکن قربان جائیں رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی اور اپنے عمل سے ثابت کیا کہ ایسے لوگوں کو معاشرے میں خصوصی احترام و تکریم دی جائے اور ایسے لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے پیش آیا جائے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس جگہ چاہو انتظار کرو میں تمہارا مسئلہ حل کر دوں گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے فارغ ہوئے تو راستے میں اسے کھڑا پایا۔ اس نے اپنی حاجت بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حاجت پوری فرمائی تو وہ خوش ہو گئی۔ حالانکہ ذہنی معذور ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے دور بھاگتے تھے۔

معذور اور رخصت جہاد:

قرآن حکیم نے اسلامی ریاست کے فروغ اور غلبۂ حق کے لیے جہاد میں حصہ لینے کو ایمان و استقامت کی جانچ کے معیار کے طور پر بیان کیا اور اس بنیادی ذمہ داری سے راہِ فرار اختیار کرنے کو عذاب الیم کا سبب قرار دیا۔ تاہم معذور افراد کو اس کلیدی اور بنیادی ذمہ داری سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيْمًا۔[28] (نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ، اور نہ مریض پر کوئی گناہ ہے، جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اور جو روگردانی کرے گا تو اللہ اس کو ایک دردناک عذاب دے گا۔)

اسی طرح حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت ﷜ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی ران مبارک میری ران پر آگئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی ران سے بھاری کوئی چیز نہیں دیکھی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: لکھو (چنانچہ میں نے بکری کے شانے پر لکھا):

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ۔[29]

(مسلمانوں میں سے غیر معذور بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔)

حضرت ابن ام مکتوم ﷜ عرض گزار ہوئے جو کہ نابینا صحابی تھے جبکہ انہوں نے مجاہدین کی فضیلت سنی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مسلمانوں میں جو جہاد کی طاقت نہیں رکھتا اس کا حال کیا ہو گا؟ جب ان کی بات ختم ہوئی تو رسول اللہ ﷺ پر پھر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ کی ران مبارک میری ران پر آگئی جس کا بوجھ میں نے دوبارہ محسوس کیا جیسے پہلی دفعہ محسوس کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: "اے زید! پڑھو! مسلمانوں میں سے برابر نہیں ہیں پیچھے بیٹھے رہنے والے۔" اور آپ ﷺ نے فرمایا: "غیر اولی الضرر یعنی بغیر کسی تکلیف والے یہ اس میں شامل کر دو۔"[30]

معاشی کفالت میں معاشرتی ضمانت:

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ﷜ ایک معذور (اندھے) یہودی کے پاس سے گزرے جو کہ لوگوں سے بھیک مانگ رہا تھا آپ ﷜ نے اسے ڈانٹا اور اس معذور کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ جیسا کہ امام ابو یوسفؒ لکھتے ہیں کہ: ”حضرت عمر ﷜ لوگوں میں سے کسی شخص کے دروازے کے پاس سے گزرے وہاں ایک سائل گزر رہا تھا جو نہایت ضعیف اور اندھا تھا۔ حضرت عمر ﷜ نے اس کے بازو پر پیچھے سے آکر مارا اور کہا کہ تم اہل کتاب کے کس گروہ سے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ یہودی ہوں اور کہنے لگا کہ میں جزیہ کی ادائیگی، حاجات کی تکمیل، عمر رسیدگی اور معذوری کی وجہ سے سوال کرتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق ﷜ نے اس کا ہاتھ پکڑا، اپنے گھر لے گئے اور کچھ مال دیا۔ پھر اسے بیت المال کے خازن کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسے اور اس طرح کے دوسرے لوگوں کو دیکھو۔ خدا کی قسم! ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ اس کی جوانی سے تو ہم نے خوب فائدہ اٹھایا اور بڑھاپے میں اسے رسوا کر دیا۔ پھر یہ آیت پڑھی (بے شک صدقات فقرء اور مساکین کے لیے

ہیں)اور فرمایا: فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہلِ کتاب مساکین میں سے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اور اس جیسے دیگر معذوروں سے جزیہ ساقط کر دیا۔"[31]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رعایا کو حق المعاش کی فراہمی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ صاحبانِ اقتدار پر لازم ہے کہ اس امر کا انتظام کریں کہ کوئی بھی شخص حقِ معیشت سے محروم نہ رہے۔ بلکہ ہر فرد کو چاہے وہ صحت مند ہو یا معذور، حصولِ معاش کا مساوی حق دیا جائے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں اور کاوشوں کو بروئے کار لا کر باعزت اور حلال طریقے سے روزی کما سکیں۔ نیز اہلِ ثروت پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے ضرورت مندوں، معذوروں، غرباء، محتاجوں کی معاشی ضروریات بدرجہ کفایت پوری کریں تاکہ معاشرے کا کوئی بھی فرد بنیادی معاشی ضروریات سے محروم نہ رہے۔ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر معاشرے میں ایک طرف غریب اور معذور لوگ زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہوں اور دوسری طرف امراء عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہوں تو اسلامی حکومت ان امیر لوگوں سے جبراً مال وصول کر کے غرباء، معذوروں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دے۔"[32]

گداگری کی مذمت:

معاشرے میں یہ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر معذور افراد کا ذریعۂ معاش گداگری ہے جس کی اسلام صریحاً مذمت کرتا ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما یزال الرجل یسال الناس حتی یاتی یوم القیامة فی وجهه مزعة لحم۔[33] (آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے، یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ حاضر ہو گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہو گا۔)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ گداگری کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔ اس ضمن میں حکومت وقت کو چاہیے کہ معاشرے میں موجود معذور اور بے سہارا لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے ایسے ادارے قائم کرے کہ جن میں معذور افراد اور دیگر ضرورت مند لوگوں کو ہر قسم کی سہولیات مہیا کی جائیں۔ ایسے افراد جو کہ کسی معذوری کے باعث اپنے اور اپنے خاندان کے لیے روزی کمانے سے عاری ہیں انہیں ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے ماہانہ وظیفہ دیا جائے تاکہ وہ عزت و وقار سے زندگی گزار سکیں۔

معذوروں کا وظیفہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر بنو امیہ کے دور تک مسلمانوں میں ہر معذور، اپاہج اور بیمار

کو بیت المال سے الاؤنس دیا جاتا تھا۔ زکوۃ اور دیگر فلاحی رقوم مسلمانوں کی (Co-operative Society) ہے۔ یہ مسلمانوں کے بے کار لوگوں کا سرمایۂ اعانت ہے۔ یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں اور بیواؤں کا ذریعۂ معاش ہے۔ یہ مال ایسے لوگوں پر ہی خرچ کیا جائے جو اس کے مستحق ہیں۔[34]

معذوروں سے حسنِ سلوک:

بنو امیہ کے دور میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بھی معذور افراد کے لیے باقاعدہ طور پر وظیفہ مقرر کیا۔ "میمون نے کہا کہ میں دیوان دمشق پر مامور تھا۔ لوگوں نے ایک معذور (اپاہج) شخص کے لیے وظیفہ معین کیا، میں نے کہا کہ اپاہج کے ساتھ احسان کرنا مناسب ہے مگر وہ تندرست آدمی کے برابر وظیفہ لے تو یہ مناسب نہیں ان لوگوں نے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے میری شکایت کی اور کہا کہ یہ شخص ہمیں دشواری میں ڈالتا ہے۔ ہم پر گراں ہے اور ہمارے ساتھ سختی کرتا ہے۔ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھا کہ جب تمہارے پاس میں نے فرمان بھیجا تھا کہ لوگوں کو دشواری میں نہ ڈالنا، ان کے ساتھ سختی نہ کرنا اور نہ ان پر گراں ہونا کیونکہ میں ان امور کا پسند نہیں کرتا تو تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟"[35]

اسلام میں باہمی معاشی تعاون:

حکومتِ وقت پر واجب ہے کہ وہ ارتکازِ دولت کرنے والون کی حوصلہ شکنی کرے۔ ان کے جمع شدہ اموال کو مناسب قیمت اور معقول منافع کے ساتھ ضرورت مندوں اور معذوروں میں جو اس قابل نہیں ہیں کہ اپنے لیے کوئی ذریعۂ معاش بنا سکیں، ایسے لوگوں میں تقسیم کر دے۔ اسی طرح حکومت کے لیے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو اموال میں تصرف کرنے سے روکے جو ذہنی معذور، کم عقل، بے وقوف اور اسراف و تبذیر کرنے والے ہوں اور یہ ممانعت اس وقت تک رہے جب تک ان کا پاگل پن اور بے وقوفی زائل نہیں ہو جاتی۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔[36]

(اور اپنے وہ مال جنھیں اللہ نے تمہارے لیے قیام اور بقا کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالہ نہ کرو البتہ انھیں کھانے اور پہننے کے لیے فراغت کے ساتھ دو اور دستور کے موافق ان کی دل داری کرتے رہو۔)

اس آیت کریمہ میں زندگی کی بقاء اور استحکام کے پہلو کو بیان کیا گیا ہے۔ فی الحقیقت مال وہی ہے جس کے اندر طبعاً انسانوں کے لیے نفع کا سامان موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مختلف اشیاء و اموال پر ملکیت کا حق اس لیے عطا فرمایا کہ اسے بروئے کار لا سکیں۔ کیونکہ مال کو جب تک کسی کے قبضہ و تصرف میں نہ دیا جائے اس کی بالقوہ افادیت کو

بالفصل افادیت میں نہیں بدلا جاسکتا۔ اگر اس مال کے خلق اور طبع فوائد و ثمرات کو یون ہی بے جان اور بے سود مند رکھا گیا اور خلق خدا اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اس مملوکہ شے یا مال کی تخلیق کا مقصد گویا پورا ہی نہ ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا مقصدِ تخلیق ہی خلقِ خدا کو فائدہ پہنچانا قرار دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی اپنی تعلیمات سے معاشرے میں استحکام پیدا فرمایا۔ جب سوسائٹی کے معاشی حالات اجتماعی طور پر اچھے نہ تھے تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جن کے پاس مال واسباب تھا ان میں دوسروں کو شریک کرنے کی ترغیب اور حکم فرمایا تاکہ معاشرے میں معاشی تفاوت پروان نہ چڑھ سکے۔

مذہبی حقوق:

معذور افراد جس طرح معاشرتی و معاشی طور پر خصوصی توجہ کے مستحق ہیں اسی طرح معذوروں کو احکام بندگی کی بجا آوری میں بھی خصوصاً رعایت دی گئی ہے کیونکہ دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس میں جبراً کسی کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ [37] (دین کے معاملے میں کوئی زبردستی نہیں۔)

اب جو افراد کسی مجبوری یا کسی بیماری کے سبب اس قابل نہ ہوں کہ دین اسلام کے احکام کو صحت مند لوگوں کی طرح احسن طریقے سے ادا کر سکیں، انہیں اجازت دی گئی ہے کہ آسانی سے جس قدر چاہیں رب کعبہ کے حضور میں اپنی بندگی کا اظہار کریں۔ انسان ہمیشہ ان تین حالتوں (کھڑا ہونا، بیٹھنا اور لیٹنا) میں سے کسی ایک حالت میں لازمی ہوتی ہے تو رب ذوالجلال نے اپنے بندوں کی آسانی کے لیے حکم فرمادیا کہ:

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِهِمْ۔ [38] (وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر۔)

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے معذوروں کو اجازت دے دی ہے کہ جس طرح میری بندے تجھے آسانی ہو میرا ذکر کر۔ تجھے تینوں حالتوں میں سے جس حالت میں میری بندگی میں سکون و اطمینان میسر ہو اسی حالت میں مجھے یاد کر۔

وضو اور تیمم میں رخصت:

جو شخص کسی شدید مرض کے باعث یا کسی ایسی جگہ مقید ہونے کے باعث جو تیمم کے قابل نہ ہو نہ وضو کر سکے اور نہ تیمم کر سکے تو اس پر واجب ہے کہ وقت کے اندر بغیر تیمم کے نماز پڑھ لے، کیونکہ مریض کے لیے حکم ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھ لے، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو اشارے سے نماز ادا کرے[39]۔

نماز میں رخصت:

نماز دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی بے حد تاکید کی گئی ہے۔ اس سے جہاں ایک طرف آپس میں اتحاد واتفاق بڑھتا ہے وہیں دوسری جانب اجتماعی عبادت اللہ کے حضور زیادہ مقبولیت کا شرف رکھتی ہے۔ لیکن جو معذور افراد مسجد جانے سے قاصر ہوں انہیں گھر نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ چنانچہ حدیثِ نبوی ﷺ میں ہے کہ: محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے وہ نابینا تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنالوں۔ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاتھ تشریف لائے اور دریافت کیا: (تم کیا چاہتے ہو کہ میں کہاں نماز پڑھوں؟) انہوں نے گھر کے ایک حصے کی جانب اشارہ کیا تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز ادا کی۔ "اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو معذور افراد اس قابل نہیں کہ مسجد میں جاکر نماز ادا کرسکیں تو انہیں اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔"[40]

نابینا کی امامت:

معذور افراد میں سے جو علمی لحاظ سے اس قابل ہوں کہ امامت کے فرائض انجام دے سکیں تو انہیں نماز کے لیے امام مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ:

عن قتادة، عن انس ان النبی ﷺ استخلف ابن ام مکتوم یوم الناس وھو اعمی۔[41] (حضرت قتادہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو (مدینہ منورہ میں) خلیفہ بنایا۔ وہ لوگوں کی امامت کرتے تھے حالانکہ وہ نابینا تھے۔ "اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نابینا کی امامت جائز ہے اور لوگوں کو بغیر کسی شرعی وجہ کے ان کی امامت میں نماز پڑھنے میں عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔)

مریض کے نماز پڑھنے کا طریقہ:

اگر کوئی شخص مریض ہے اور فرض نماز کھڑے ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں ہے تو وہ بیٹھ کر پڑھے۔ اگر کھڑا ہو سکتا ہے تو لیکن اس سے کسی اور مرض کے لاحق ہو جانے یا اسی مرض میں زیادتی یا شفائے مرض میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی کو سلسل بول کا مرض لاحق ہے اور یہ اندیشہ ہے کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب آجائے گا، ہاں اگر بیٹھ کر پڑھے گا تو طہارت قائم رہے گی تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اسی

طرح ایک تندرست آدمی کو اگر تجربہ وغیرہ سے معلوم ہو کہ کھڑے ہونے سے بے ہوشی لاحق ہو گی یا سر چکرائے گا تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔

معذور اور روزہ کا بیان:

اگر کسی روزہ دار پر جنون طاری ہو جائے، خواہ لحظہ بھر کے لیے ہو، اس پر نہ روزہ واجب رہتا ہے اور نہ اس کا روزہ صحیح ہوتا ہے۔ اس کی قضا واجب ہونے کے بارے میں مختلف مسالک کی تفصیل ذیل میں دی جا رہی ہے:

حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر جنون پورے مہینے طاری رہا تو قضا واجب نہیں ہے ورنہ قضا واجب ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ اگر جنون متعدی ہو کہ رات کو ارادۃً کچھ کھالیا تو جن ایام میں جنون طاری رہا اس کی قضا لازم ہے ورنہ نہیں ہے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ اگر جنون پرے دن رہا اس پر قضا مطلقاً واجب نہیں ہے، خواہ وہ متعدی ہو یا نہ ہو۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ اگر پورے دن جنون طاری رہا اور دن کے آغاز میں افاقہ رہا یا نہ رہا تو اس پر قضا واجب ہو گی۔ اگر آدھے دن یا اس سے کم عرصہ تک جنون کی حالت رہی اور دن کے ابتدائی حصہ میں اس سے افاقہ نہ ہوا تب بھی قضا واجب ہو گی ورنہ نہ ہو گی[42]۔

معذور اور حج کا بیان:

شرائط وجوب حج کے استطاعت (مقدور) کا ہونا ہے، لہٰذا جس میں استطاعت نہ ہو اس پر حج واجب نہیں ہے۔ اس پر تمام مسالک کا اتفاق ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۔[43] (اور جو لوگ وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہیں ان کے اوپر اس گھر کا حج ہے۔)

لیکن فقہاء نے استطاعت کی تفسیر مختلف طریقوں سے کی ہے اور نابینا کے حق میں استطاعت کے معنوں میں اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل اور دوسری شرائط ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔ استطاعت (یعنی قادر ہونا) کا مطلب یہ ہے کہ سفر اور سواری کے خرچ کا مقدور ہونا۔ شرط یہ ہے کہ ان امور کے لیے بنیادی ضروریات سے فالتو مال ہو بنیادی ضروریات مثلاً قرض واجب الادا، رہنے کا گھر، ضروری مویشی، پیشہ ورانہ آلات اور ہتھیار وغیرہ ہیں۔ نیز یہ مال اتنا ہو کہ گھر سے جانے اور واپس آنے تک ان لوگوں کے لیے نان و نفقہ کے لیے کافی ہو جن کی ذمہ داری اس پر ہے۔

ادائے حج کی چار شرطیں ہیں: جن میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ وجود سلامت ہو۔ اگر کوئی شخص اپاہج یا فالج زدہ ہے یا

اتنا ضعیف العمر ہے کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا وغیرہ، ایسے لوگوں پر یہ بھی واجب نہیں کہ اپنے بدلے میں کسی اور کو حج کرنے کے لیے کہیں۔ ایسے اشخاص میں وہ بھی شامل ہیں جو قید میں ہوں یا بادشاہ سے خائف ہو جو حج سے روکتا ہے۔ نابینا شخص جو زادِ راہ اور سواری کا بندوبست کر سکتا ہے لیکن کوئی راستہ بتانے والا نہ ہو اس پر نہ خود حج کرنا واجب ہے اور نہ حج بدل کرانا۔ ہاں اگر راستہ بتانے والا مل سکتا ہے تو وہ حج بدل کروا سکتا ہے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ نابینا شخص پر حج واجب نہیں ہے جبکہ اسے کوئی راہ بتانے والا نہ ہو، اگرچہ اجرت دے کر ایسا شخص دستیاب ہو سکے اور اس کو دینے کی استطاعت بھی ہو۔ کوئی راہ بتانے والا ملے یا نہ ملے لیکن اس اس کی اجرت کا مقدور نہ ہو تو نابینا پر حج واجب نہیں ہے، گو وہ مکہ ہی کا رہنے والا ہو۔ اگر عصا کے سہارے چل سکے تو سب سے اچھا ہے[44]۔

پاکستان میں معذورں کی بحالی کے لیے کی جانے والی کاوشیں:

اس وقت وطنِ عزیز پاکستان میں معذوروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور بحیثیتِ قوم یہ ہمارے لیے ایک شدید المیہ بھی ہے۔ وطنِ عزیز میں صحت اور تعلیم کو حکومتی سطح پر ترجیحات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے عوام الناس شعور کا فقدان ہونے کے باعث اپنی صحت پر مناسب توجہ نہیں دے پاتے۔ جہاں ایک طرف تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہمارا اپنی خوراک پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں وہیں دوسری جانب رشوت ستانی اس قدر عام ہے کہ معمولی سے معمولی اور سخت سے سخت قوانین پر بھی عملدرامد نہیں ہو پاتا جس کی بنا پر وطنِ عزیز میں آئے روز ٹریفک حادثات وجود میں آتے ہیں اور نوجوان نسل اپنے ہی ہاتھوں اپنا اور اپنے پیاروں کا مستقبل داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ ذیل میں اسی سلسلے میں UNO اور پھر پاکستان کا سروے پیش کیا گیا ہے جس میں دنیا بھر اور بالخصوص وطنِ عزیز پاکستان میں معذور افراد کا حجم بیان کیا گیا ہے۔

Pakistan being signatory to this convention had taken a number of steps to facilitate such persons. Pakistan announced its first *"National Policy on the issue of disability"* in 2002 which defined disability as: "A person with disabilities means who, on account of injury, disease, or congenital deformity, is handicapped in undertaking any gainful profession or employment, and includes persons who are visually impaired, hearing impaired, and physically and mentally disabled". Earlier, systematic care of disabled persons was initiated in 1981 when *"Disabled Persons' (Employment and Rehabilitation) Ordinance"* was promulgated. This ordinance fixed the responsibility of the State toward the prevention of disabilities; protection of rights of persons with disabilities; and provision of medical care, education, training, employment, and rehabilitation to the persons with disabilities. The Pakistan Census Organization (PCO) in its

1998 national population census has provided data about disability under seven categories: Crippled; Insane; Mentally Retarded; Multiple Disability, Blind; Deaf, Mute and Others. According to the Census data, the Persons with Disabilities constituted 2.49 per cent of the overall population. According to the *"WHO Policy on the Employment of Persons with* 3 *Disabilities HRD"*, released on 28 May 2010, disabled persons constitutes 10 per cent of the world population.[45]

پاکستان میں حکومتی سطح پر کی جانے والی کاوشیں:

اس وقت وطنِ عزیز پاکستان میں معذوروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور بحیثیتِ قوم یہ ہمارے لیے ایک شدید المیہ بھی ہے۔ وطنِ عزیز میں صحت اور تعلیم کو حکومتی سطح پر ترجیحات میں شامل نہیں کیا جاتا۔ جس کی وجہ سے عوام الناس شعور کا فقدان ہونے کے باعث اپنی صحت پر مناسب توجہ نہیں دے پاتے۔ جہاں ایک طرف تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہمارا اپنی خوراک پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں وہیں دوسری جانب رشوت ستانی اس قدر عام ہے کہ معمولی سے معمولی اور سخت سے سخت قوانین پر بھی عملدرامد نہیں ہو پاتا جس کی بنا پر وطنِ عزیز میں آئے روز ٹریفک حادثات وجود میں آتے ہیں اور نوجوان نسل اپنے ہی ہاتھوں اپنا اور اپنے پیاروں کا مستقبل داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

پاکستان میں معذور افراد کا حجم:

ذیل میں اسی سلسلے میں UNO اور پھر پاکستان کا سروے پیش کیا گیا ہے جس میں دنیا بھر اور بالخصوص وطنِ عزیز پاکستان میں معذور افراد کا حجم بیان کیا گیا ہے۔

The UN declared 1981 as the International Year of Disabled Persons to awaken awareness among the member countries regarding the rights of disabled persons. UN adopted *"Convention on the Rights of Persons with Disabilities 2006"* that demands from the signatory countries to make legal framework for providing them equal opportunities in every sphere of life[46].

Magnitude of disability in Pakistan:

The Pakistan Census Organization (PCO) in its 1998 national population census has provided data about disability under seven categories: Crippled; Insane; Mentally Retarded; Multiple Disability, Blind; Deaf, Mute and Others2. According to the Census data, the Persons with Disabilities constituted 2.49 per cent of the overall population. Data reveals that 55.7 per cent of disabled people are found in Punjab, followed by 28.4 per cent in Sindh, 11.1 per cent in NWFP, 4.5 per cent in Baluchistan, and 0.3 per cent in Islamabad[47].

عوامی فلاح و بہبود اور حقوق کی پاسداری کرنا کسی بھی فلاحی ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ فلاحی ریاست میں حاکمِ وقت عوام کی بنیادی ضروریات، مثلاً تعلیم، صحت، روزگار وغیرہ کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔ معاشرے کے ان تمام کمزور طبقات، خصوصاً معذورین کو بنیادی سہولیات کی فراہمی اور معاشرے کا ایک کارآمد فرد بنانا بھی ایک فلاحی ریاست کا اہم ترین فریضہ شمار ہوتا ہے

اسلام ہمیں ایک کامل فلاحی ریاست کا تصور فراہم کرتا ہے۔ ۱۴۰۰ سال پہلے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں احکاماتِ الٰہی کی روشنی میں فلاحی ریاست کی بنیاد ڈالی تھی جس میں حاکم وقت عوام کے آگے جوابدہ تھے اور انسانی حقوق کی پاسداری کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری تھی۔

مغربی اقوام معذورین کے لیے معاشرتی شمولیت، تعلیم برائے معذور افراد، خدمت گاروں کی فراہمی اور غیر امتیازی قوانین کے ذریعے انہیں ملک کا فعال اور مفید شہری بنانے کے لیے بے شمار اقدامات کر رہی ہیں۔ پر اگر ہم تھوڑا غور کریں تو مذکورہ تصورات اس اسلامی ریاست کے ہی معلوم ہوتے ہیں جس کی بنیاد مدینہ منورہ میں رکھی گئی تھی۔

غیر امتیازی قوانین:

ایک مرتبہ حضرت محمد ﷺ مکہ معظمہ کے چند بڑے سرداروں کے ساتھ تشریف فرما تھے اور تبلیغ اسلام میں مصروف تھے کہ اتنے میں ایک نابینا صحابیؓ حضرت ام مکتومؓ اس مجلس میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہا، مگر ان نابینا صحابی کی مداخلت چند لوگوں کو ناگوار گزری۔ اللہ تعالیٰ کو ایک معذور کے ساتھ ایسا امتیازی سلوک پسند نہیں آیا اور اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے انسانوں کو معاشرے کے طاقتور، دولت مند اور صحت مند افراد کے مقابلے میں بے اثر، کمزور اور معذور افراد سے فرق روا رکھنے پر تنبیہ کی کہ "وہ ترش رو ہوئے، اور منہ پھیر بیٹھے کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا ہے۔" اس واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معذور افراد کے حقوق کی پامالی پسند نہیں، لہٰذا اس نے فوراً اپنے حبیب ﷺ پر معذور افراد کے حقوق کے حوالے سے حکم نازل کیا. آج ترقی یافتہ ممالک معذور افراد کے حقوق کی پاسداری کے غیر امتیازی قوانین ترتیب دے چکے ہیں، مگر بد قسمتی سے ہمارے ملک میں اولاً معذور افراد کے حقوق کی پاسداری کے حوالے سے کوئی قانون موجود نہیں، ثانیاً اگر کوئی ایکٹ موجود ہے تو بھی اُس پر کسی طور عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ مثلاً قومی بحالی و روزگار برائے معذوران ایکٹ ۱۹۸۱ کے تحت تمام نجی و سرکاری اداروں میں ملازمتوں کا ۲ فیصد کوٹہ معذور افراد کے لیے مختص ہے۔ اس ایکٹ کے مطابق پاکستان میں

موجود معذور افراد کے لیے ملازمتوں میں ۲ فیصد کوٹہ، علاج کی مفت سہولتیں، اور اعضاء کی بحالی کے اقدامات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معذور افراد کے بچوں کی سرکاری اداروں میں ۷۵ فیصد جب کہ نجی اداروں میں ۵۰ فیصد فیس معافی اور روزگار کی فراہمی کو لازم قرار دیا گیا۔ ۱۹۹۹ کی مردم شماری کے مطابق ملک کی کُل آبادی کا ۲ء۴۹ فیصد حصہ معذور افراد پر مشتمل تھا، لیکن بد قسمتی سے ملک میں جاری دہشت گردی، قدرتی آفات (زلزلے، سیلاب وغیرہ) اور ٹریفک حادثات کی وجہ سے معذور افراد کی تعداد مزید بڑھ چکی ہے۔ عالمی ادارۂ صحت کے ایک سروے کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کا ۱۰ فیصد معذور افراد پر مشتمل ہے، چنانچہ ملک میں معذور افراد کے حقوق کی پاسداری کے حوالے سے قانون سازی انتہائی ضروری بن چکی ہے۔ پائیدار ترقی کے ہدف نمبر ۱۰ء۲ کے مطابق ۲۰۳۰ء تک عمر، جنس، معذوری، نسل، قومیت، مذہب یا اقتصادی یا دوسرے درجے کا لحاظ رکھے بغیر تمام لوگوں کو بااختیار بنانا اور سب لوگوں کی سماجی، اقتصادی اور سیاسی شمولیت کو فروغ دینا ہے بد قسمتی سے پاکستان میں بحالی برائے معذوران ایکٹ ۱۹۸۱ء کے بعد افرادِ باہم معذوراں کی فلاح و بہبود کے لیے کوئی قابلِ ذکر قانون سازی نہیں ہو سکی ہے.

معاشرتی شمولیت:

حضرت ابن ام مکتومؓ نابینا صحابی تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی کہ مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے ابن ام مکتومؓ، کیا تم اذان سنتے ہو؟ اگر اذان سنتے ہو تو مسجد میں آکر نماز پڑھا کرو۔ اسلام کے سنہرے دور میں مسجد مسلمانوں کے اجتماع کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس وقت مسجد صرف مذہبی تعلیم کے لیے مختص نہیں تھی بلکہ وہاں معاشرتی اور معاشی روابط بھی بڑھائے جاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ اپنی معذوری کی وجہ سے معاشرے سے کٹ کے گھر بیٹھ جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتومؓ کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔

ترقی یافتہ ممالک میں معذور افراد کو معاشرے کا فعال رکن بنانے کے لیے حکومت کے ساتھ کمیونٹی سطح کے ادارے بھی اپنا کردار احسن طریقے سے ادا کرتے ہیں۔ نتیجتاً وہاں سڑکوں پر معذوروں کے لیے قابلِ رسائی ٹرانسپورٹ رواں دواں نظر آئے گی۔ ایسے ممالک میں ہر عمارت کو تعمیر کرتے وقت میں ایسی سہولیات کا خاص کیا جاتا ہے جس کی بدولت معذورین کو کسی قسم کی تکلیف اور مشکل سے دوچار ہونا نہ پڑے۔ لہٰذا ہر عمارت میں معذورین کے لیے قابل رسائی راستے بنائے جاتے ہیں۔ ہر جگہ لفٹس اور چڑھائی والے راستوں (damps) کی بدولت معذور افراد

معاشرے میں ہر وقت متحرک رہتے ہیں۔

بد قسمتی سے ہمارے ملک میں پبلک ٹرانسپورٹ مثلاً رکشہ، وین، بس اور ریل گاڑی معذور افراد کے لیے ناقابل رسائی ہیں۔ اکیسویں صدی میں بھی ہمارے ملک میں شاذ و نادر ہی کسی سرکاری عمارت میں ڈیمپس، لفٹس، قابل رسائی ٹوائلٹس، ابھرے ہوئے نقشے (Tactile Maps) اور اشاروں کی زبان کے بینرز پائے جاتے ہوں گے۔ اس طرح معذور افراد گھروں تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں، اور ہر قسم کی سماجی اور معاشی سرگرمی سے بھی کٹ کر رہ جاتے ہیں۔

خدمت گار کی فراہمی:

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا جس پر آپ نے اُس شخص سے استفسار کیا۔ اُس شخص نے حضرت عمر فاروقؓ کو بتایا کہ اُس کا دایاں بازو ایک جنگ میں کٹ چکا تھا، اس لیے وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے پر مجبور ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فوراً اُس شخص کے لیے ایک خدمت گار مہیا کیا اور اُس خدمت گار کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کیا۔

کئی مغربی ممالک میں وہ شدید معذور افراد جو اپنے ذاتی کام مثلاً کپڑے بدلنا، بیت الخلا جانا، ہاتھ منہ دھونا وغیرہ سر انجام نہیں دے سکتے، اُن کے لیے معذوروں کی بحالی کے اداروں کے مقرر کردہ خدمت گار انہیں ہر قسم کی مدد مہیا کرتے ہیں۔ اس خدمت گاروں کی تنخواہ حکومت ادا کرتی ہیں۔ خدمت گار کی بدولت شدید معذور افراد بھی معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے معاشی طور پر مستحکم ہونے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ بطور خدمت گار غیر معذور اور صحت مند افراد کے روزگار کا بھی بندوبست ہو جاتا ہے۔

تعلیم برائے معذور افراد:

مسجدِ نبوی ﷺ میں صحابہ کرامؓ کی درس و تدریس کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ایک چبوترہ مختص کیا تھا، جو صفہ کا چبوترہ کہلاتا تھا۔ یہاں پر جو صحابیؓ تعلیم حاصل کرتے تھے، وہ تاریخ اسلام میں اصحابِ صفہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت ابن ام مکتومؓ جو نابینا صحابی تھے، وہ بھی اسی چبوترے پر نبی اکرم ﷺ سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ چودہ سو سال پہلے تعلیم برائے معذور افراد کی اس سے بہترین مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ یہ انتہائی ضروری ہے کہ معذور اور غیر معذور افراد سب ساتھ اکٹھے تعلیم حاصل کریں تاکہ معاشرہ کا ایک بڑا طبقہ معذوری سے متعلق آگاہی حاصل کر سکے۔

پاکستان میں معذور بچوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست خصوصی تعلیمی اداروں میں کیا جاتا ہے، لیکن ان اداروں کا دائرہ کار صرف بڑے شہروں تک ہی محدود ہے۔ چھوٹے شہروں اور دور دراز دیہاتوں میں تعلیم کی محرومی سے معذور بچوں کو اپنے اندر موجود بے پناہ صلاحیتوں کو نکھارنے کا موقع ہی نہیں مل پاتا۔ خصوصی تعلیمی اداروں میں تعیناتی کا معیار ایم اے، ایم ایڈ اور بی ایڈ اسپیشل ایجوکیشن ہے۔ اسپیشل ایجوکیشن پڑھنے سے اساتذہ کرام کو معذور بچوں کے مسائل سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے مگر وہ فزکس، کیمسٹری، بیالوجی، انگلش اور ریاضی جیسے مشکل مضامین میں مہارت نہیں رکھتے، یعنی اساتذہ کرام Subject Specialists نہیں ہوتے۔ نتیجتاً ان اداروں میں پڑھنے والے معذور بچوں کی تعلیمی قابلیت پست رہ جاتی ہے۔ نیز ان اداروں میں ایسے ماہرین کی بھی شدید کمی ہے جو اُن بچوں کی رہنمائی کر سکیں کہ انہیں اپنی معذوری کے مطابق مستقبل میں روزگار کے حوالے سے کون سے شعبے کا انتخاب کرنا چاہیے۔

حکومتِ پنجاب نے حال ہی میں معذور افراد کی مالی امداد کے لیے خدمت کارڈ کا اجرا کیا ہے جو کہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت دیگر ممالک کی طرح خدمت گار نظام قائم کرے اور خدمت گار کا معاوضہ بیت المال سے ادا کرے تاکہ شدید معذور افراد اپنے گھر والوں اور معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ سپیشل بچوں کو تعلیم مفت فراہم کی جاتی ہے ایچ ای سی کی جانب سے بھی یونیورسٹیز کی سطح پر ان سٹوڈنٹس کو فری تعلیم دی جا رہی ہے[48]۔

ترقی یافتہ ممالک خصوصاً جاپان، امریکا، کینڈا وغیرہ میں شدید ترین معذور افراد کی ذہنی صلاحیتوں سے بھی فائدہ اٹھانے اور معاشرے کا فعال شہری بنانے کے لیے پبلک ٹرانسپورٹ کو 100 فیصد قابل رسائی بنا دیا گیا ہے۔ گزشتہ چند سالوں سے اسلام آباد، لاہور اور ملتان میں میٹرو بس اور لاہور اور ملتان میں اسپیڈو بس سروس کا آغاز ہو چکا ہے جو کہ وہیل چیئر استعمال کرنے والوں کے لیے قابل رسائی ٹرانسپورٹ ہے۔ وفاقی حکومت اور حکومتِ پنجاب کا یہ اقدام قابلِ تحسین ہے۔ ۲۰۳۰ء تک اُمید کی جاسکتی ہے کہ عورتوں، بچوں، بزرگوں اور افرادِ باہم معذوراں کے لیے پاکستان کی تمام پبلک ٹرانسپورٹ قابلِ رسائی بن جائے گی[49].

غیر حکومتی کاوشیں (خیراتی ادرارے، مذہبی ادارے، این جی اوز):

کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں معذور افراد کی چند این جی اوز موٹر بائیک اور گاڑیوں کے ڈیزائین میں تبدیلی لا کر خصوصی افراد کو متحرک بنانے کے لیے کوشاں ہے ان کے ایسے کمپیوٹر ڈیزائین کئے جا رہے ہیں، جن کی بنا پر

آنکھوں کی بینائی سے معذور افراد بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں[50].

رائل سٹون سوسائٹی فار دی سپیشل پرسنز:

اس کے بانی شفیق الرحمان ہیں وہ خود بھی معذور ہیں اس درد اور بے بسی کو محسوس کرتے ہوئے انہوں نے ایک ادارے کی بنیاد رکھی اس کا مقصد یہی ہے کہ تمام سپیشل پرسنز کو عام شہریوں جیسے حقوق حاصل ہوں[51].

ہوسٹ:

محمد کرامت نے کوئٹہ میں ہوسٹ(HOST)نامی ادارہ ۲۰۱۱ میں بطور این جی او کے رجسٹرڈ کروایا, اس کا مقصد معذور افراد کو قومی دھارے میں شامل کرنا ہے

سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ:

یہ ادارہ معذوروں کے لیے بے تحاشا جدوجہد کر رہا ہے ،نابینا بچوں کے لیے میٹرک تک کا نصاب تیار کیا گیا ہے نہ صرف کوئٹہ بلکہ سندھ ،بلوچستان اور پنجاب میں بھی یہ ادارہ مصروف عمل ہے[52].

خلاصہ بحث:

فلاحی معاشرہ اُس وقت تشکیل پاتا ہے جب معاشرے کے تمام افراد کو بلا امتیاز اُن کے حقوق ملنا شروع ہو جائیں۔ صنف، عمر، غربت، امارت اور معذوری کی بنا پر تفریق سے معاشرہ گروہ در گروہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ آج مغربی اقوام اسلام کے سنہری اصولوں پر گامزن ہو کر معذور افراد کے حقوق کی پاسداری کر رہی ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان نجانے کب اسلامی حقوق کی پاسداری کرے گا۔ حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر بے شمار ادارے معذور افراد کے لیے مصروف عمل ہیں ان کوششوں کو عالمی سطح پر ہونے والی کاوشوں کے برابر لانے کی ضرورت ہے مگر خوش آئند بات یہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان اسمبلیوں نے معذور افراد کے حقوق کی پاسداری کا بِل پاس کر دیا ہے، جبکہ جنوری ۲۰۱۸ء میں وفاقی اسمبلی میں بھی پاکستان (پاکستان بل برائے حقوق باہم معذوری بل۲۰۱۷ء) The Pakistan Rights of Persons with disabilities Bill 2017 پیش کر دیا گیا ہے، جو مزید غور و فکر اور مباحثہ کے لیے متعلقہ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس مرحلے سے گزر یہ یہ بل سینیٹ کے سامنے پیش ہو گا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ سینیٹ اور وفاقی اسمبلی اس بل کو جلد منظور کر لے گی اور پاکستانی معذور افراد کو بھی اپنے حقوق کی پاسداری کے لیے قانونی تحفظ مل جائے گا۔53۔ سرکاری اداروں میں کسی حد تک اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے مگر نجی ادارے اس قانون پر بالکل بھی عملدرآمد نہیں کرتے۔ حکومتی سطح پر کوئی ایسا مانیٹرنگ سسٹم بھی

موجود نہیں جو نجی اداروں کی اس قانون شکنی پر انہیں سرزنش کرے اور بھاری جرمانے بھی عائد کرے۔ حکومتِ پنجاب نے حال ہی میں معذور افراد کی مالی امداد کے لیے خدمت کارڈ کا اجرا کیا ہے جو کہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت دیگر ممالک کی طرح خدمت گار نظام قائم کرے اور خدمت گار کا معاوضہ بیت المال سے ادا کرے تا کہ شدید معذور افراد اپنے گھر والوں اور معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

حوالہ جات:

[1] راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ، لاہور: مطبع اہلحدیث اکادمی، ۱۹۷۱ء، ج۳، ص۳۲۸

[2] ابن منظور افریقی، لسان العرب، مکتبۃ البیروت، ن م، ج۴، ص۵۴۵

[3] قاسمی وحید الزمان، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، ۱۹۹۰ء، ص۵۹۱

[4] فیروزالدین، فیروز اللغات، لاہورف :یروز سنز لمیٹڈ، ۲۰۰۵، ص۸۵۴

[5] خالد سیف اللہ رحمانی، قاموس الفقہ، کراچی: زمزم پبلیشرز، ۲۰۰۷ء، ج۴، ص۳۷۹

[6] https://www.who.int/health-topics/disability#tab=tab_1

[7] عبد الکریم زیدان، الوجیز فی الفقہ، مترجم ڈاکٹر احمد حسن، لاہور: مطبع مجتبائی، ۱۹۸۶، ص۱۲۷

[8] ایضاً

[9] ایضاً

[10] القرآن۔ سورۃ البقرہ آیت۲۵۶

[11] القرآن۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۹۵

[12] القرآن۔ سورۃ الفتح آیت ۱۷

[13] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، لاہور: مکتبہ رحمانیہ، ج ۱، حدیث ۳۹، ص ۲۲۳

[14] صباء خالد، خصوصی افراد کی ضروریات کا انتظام، لاہور: مجید بک ڈپو، ص ۱۳۰

[15] القرآن۔ سورۃ العبس آیت ۱ تا ۴

[16] عماد الدین ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، لاہور: مجید اکیڈمی، ج۴، ص ۲۷۰

[17] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت: دار الفکر، ج ۳، حدیث ۲۹۳۱، ص ۳۲۱

[18] القرآن۔ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۸

[19] قاضی ثناء اللہ، تفسیر مظہری، کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، س:ن م، ج۶، ص ۵۶۰

[20] القرآن۔ سورۃ النور آیت ۶۱

[21] حسین بن مسعود بغوی، تفسیر بغوی، بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۰ھ، ج۴، ص ۲۲۲۔

[22] ابی جعفر محمد بن جریر طبری، جامع البیان، لبنان: دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۰۹ھ، ج۱۸، ص ۱۲۸

[23] قاضی ثناء اللہ، تفسیرِ مظہری، ج۶، ص ۵۶۱

[24] جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی، الدر المنثور، لبنان: دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۲۱ھ، ج۵، ص ۵۸

[25] عبد اللہ بن محمد ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج۵، حدیث نمبر ۲۴۵۲۶، ص ۱۴۱

[26] ایضاً، حدیث نمبر ۲۴۵۲۷، ص ۱۴۱

[27] قشیری مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم۔ حدیث نمبر ۲۳۲۶۔ ج۴۔ بیروت: داراحیاء التراث العربی ۔ ص ۱۸۱۲

[28] القرآن۔ سورۃ الفتح آیت ۱۷

[29] القرآن۔ سورۃ النساء آیت ۹۵

[30] ابی داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، ج۳، حدیث ۲۵۰۷، ص ۲۳۳

[31] قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، بیروت: دار المعرفۃ، ص ۱۳۲

[32] طاہر القادری، اقتصادیاتِ اسلام، لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ص ۱۹۸

[33] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، دمشق: دار ابن کثیر والنشر والتوزیع، ج۲، حدیث ۱۴۰۵، ص ۴۲۲

[34] سید ابو الاعلیٰ مودودی، معاشیاتِ اسلام، لاہور: دار اشاعت القرآن، ص ۱۲۰

[35] تاج الدین عبد الوہاب سبکی، طبقات الکبریٰ، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ۱۴۲۰ھ، ص ۳۴۶

[36] القرآن۔ سورۃ النساء آیت ۵

[37] ایضاً۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶

[38] القرآن۔ سورۃ آلِ عمران آیت ۱۹۱

[39] عبد الرحمٰن الجزری، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ، کتاب الطھارۃ، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۹۹۲، ج۱، ص ۱۶۶

[40] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح البخاری، دمشق: دار ابن کثیر والنشر والتوزیع، ج۱، حدیث ۶۳۷، ص ۲۳۷

[41] ابو داؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، حدیث ۵۹۵، ص ۳۲۹

[42] کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ، کتاب الصوم، ج۱، ص ۵۷۶

[43] القرآن۔ سورۃ آلِ عمران آیت ۹۷

[44] کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ، ج۱، ص ۶۳۲

[45]National Policy for the Persons with Disabilities, 2002; Directorate General of Special Education, Government of Pakistan. Berkeley Journal of Social Sciences Vol. 1, No. 2, Feb 2011

[46]Ibid.

[47]Ibid.

[48]جسارت، ۱۴دسمبر ۲۰۱۷

[49] ڈان نیوز، ۲۱فروری، ۲۰۱۸

[50]سائرہ ایوب، ڈان نیوز، معذور افراد سہولیات چاہتے ہیں خیرات نہیں، ۱۶دسمبر ،۲۰۱۶

[51]معذوروں-کو-اپنے-پاؤں-پر-کھڑا-کرنے-والا-شفیق-الرحمان۔ https://www.dw.com/ur/

[52]معذورں کا عالمی دن، روزنامہ آزادی کوئٹہ، ۳دسمبر ۲۰۱۲

[53]سائرہ ایوب، ڈان نیوز، معذوروں کے مسائل اور ان کے حل کا عالمی منصوبہ، ۲۱فروری، ۲۰۱۸